سلسلہ : رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: پندرہویں

رسالہ نمبر 2

(۱۳۲۸ھ)

ابحاث اخیرہ

علماءِ دیوبند اور مولوی اشرفعلی تھانوی پر اتمام حجت

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

ابحاث اخیرہ ۱۳۲۸ھ

(یہ مبارک رسالہ وہ ہے کہ جس نے وہابیوں، دیوبندیوں کی مناظرہ کی رٹ اور تعلیوں کو خاک ملادیا ہے، خورجہ کے دیوبندیوں نے دعوت مناظرہ دی تھی، بیچارے اپنی طواغید کی چالبازیوں سے ناواقف تھے دعوت مناظرہ دے بیٹھے، اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ مضمون حقائق مشحون وصیغہ رجسٹری ارسال فرمادیا جس کا تاریخی نام "**ابحاث اخیرہ**" ہے، اس کے پہنچتے ہی تھانوی واجودھیا باشی و چاند پوری وغیرہ کو سانپ سونگھ گیا اور آج تک اس کی تابشون سے دیابنہ ملاعنہ کی آنکھیں خیرہ ہیں اور قیامت تک اس کا جواب ان سے ممکن نہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی!

الحمدللہ! اس فقیر بارگاہ غالب قدیر عزجلالہ، کے دل میں کسی شخص سے نہ ذاتی مخالفت نہ دنیوی خصومت، مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پرنور سید الابرار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو ایسوں کے حال سے خبردار رکھوں جو مسلمان کہلا کر اللہ واحد قہار جل جلالہ اور محمد رسول اللہ ماذون مختار صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شان اقدس پر حملہ کریں تاکہ میرے عوام بھائی مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ان "**ذیاب فی ثیاب**"

کے جبوں، عماموں، مولویت، مشیخیت کے مقدس ناموں قال اللہ وقال الرسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکار گرگاں خونخوار ہو کر معاذاللہ سقر میں نہ گریں، یہ مبارک کام بحمد المنعام اس عاجز کی طاقت سے بدرجہا خوب تر وفزوں تر ہوا، اور ہوتا ہے، اور جب تک وہ چاہے گا ہوگا۔ ذٰلك من فضل اللہ علینا وعلی الناس، والحمدللہ رب العٰلمین (ہم پر اور لوگوں پر یہ اللہ تعالٰی کا فضل ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ت) اس سے زیادہ نہ کچھ مقصود نہ کسی کی سب وشتم وبہتان وافتراء کی پروا، میرے سرکار نے مجھے پہلے ہی سنادیا تھا:

"وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِیْرًاؕ-وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ(۱۸۶)"[1]۔	بے شک ضرور تم مخالفوں کی طرف سے بہت کچھ برا سنوگے اور اگر صبر و تقوٰی کرو تو وہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

الحمدللہ! یہ زبانی ادعا نہیں۔ میری تمام کاروائیاں اس پر شاہد عدل ہیں، موافق اور مخالف سب دیکھ رہے ہیں کہ امر دین کے علاوہ جتنے ذاتی حملے مجھ پر ہوئے کسی کی اصلًا پروانہ کی، اصحاب فقیر نے آپ کی طرف سے ہر قابل جواب اشتہار کے لاجواب جواب دئے جو بحمدہٖ تعالٰی لاجواب رہے مگر جناب کے مہذب عالم مقدس متکلم مولوی مرتضی حسن صاحب دیوبندی چاند پوری کے کمال شستہ وشائستہ دشنام نامے (بریلی چپ شاہ گرفتار) کی نسبت قطعی ممانعت کردی، جس کا آج تک ادھر والوں کو افتخار ہے کہ ہمارا گالی نامہ لاجواب رہا، گرامی منش مولانا ثناء اللہ امرتسری ممکن و موجود میں فرق نہ جان سکے، مقدورات الٰہیہ کو موجودات میں منحصر ٹھہرایا، علم الٰہی کے نامحدود ہونے میں اپنے آپ کو متامل بتایا اور جاتے ہی رمضان جیسے مبارک مہینہ میں برعکس چھاپ دیا، میں ہرا آیا، ادھر اس پر بھی التفات نہ ہوا، عاقلاں نیکوں میدانند پر اکتفا کیا، یہاں تک وقائع مکہ معظّمہ میں کیسے کیسے معکوس اور مصنوع اکاذیب فاجرہ اخباروں میں کس آب وتاب سے چھپائے، ہر چند احباب کا اصرار ہوا، فقیر اتنا ہی شائع کرتا ہے کہ "یہ جھوٹ ہے" اتنا بھی نہ کیا، پھر جب چند ہی روز میں حضرات کے جھوٹ کھل گئے اور واحد قہار کے زبردست ہاتھوں نے ان کے منہ میں پتھر دے دئے، اسی پر بھی میں نے اتنا نہ کہا کہ "کیسا آپ صاحبوں کا جھوٹ کھلا" ایسے وقائع بکثرت ہیں، اور اب جو صاحب چاہیں امتحان لیں، ان شاء اللہ العزیز ذاتی حملوں پر کبھی التفات نہ ہوگا۔ سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزت سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی۔

میں تو خوش ہوں کہ جتنی دیر مجھے گالیاں دیتے، افتراء کرتے، برا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بدگوئی، منقصت جوئی سے غافل رہتے ہیں، میں چھاپ چکا، اور پھر لکھتا ہوں میری آنکھ کی ٹھنڈک

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۸۶

اس میں ہے کہ میری اور میرے آباء کرام کی آبروئیں عزت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سپر رہیں، اللھم اٰمین!

تذکارات

(۱) آپ جانتے ہیں اور زمانہ پر روشن ہے کہ بفضلہٖ سالہا سال سے کس قدر رسائل کثیرہ عزیزہ آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی صاحب وغیرہ کے رد میں ادھر سے شائع ہوئے اور **بحمدہٖ تعالیٰ** ہمیشہ لاجواب رہے۔

(۲) وہ اور آپ صراحۃً مناظرہ سے استعفاء دے چکے

(۳) سوالات گئے جواب نہ ملے، رسائل بھیجے داخل دفتر ہوئے، رجسٹریاں پہنچیں منکر ہو کر واپس فرمادیں،

(۴) اخیر تدبیر کو دیوبند جلسہ میں ان رئیسوں کے ذریعہ سے جن کا جناب پر بار ہے تحریک کی، اس پر بھی آپ ساکت ہی رہے۔

(۵) رئیسوں کا دباؤ تھا، ناچار دفعہ وقتی کو وہی چاندپوری صاحب آپ کے وکیل بنے، فقیر نے اپنے خط وقلم سے جناب کو رجسٹری شدہ کارڈ بھیجا۔ پھر کیا آپ مناظرہ معلومہ پر آمادہ ہوئے، کیا آپ نے چاند پوری صاحب کو اپنا وکیل مطلق کیا؟ سات ۷ مہینے سے زائد گزر گئے آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ واقعی آمادہ ہوئے ہوتے۔ واقعی آپ نے وکیل کیا ہوتا تو "ہاں" لکھ دینا دشوار نہ ہوتا۔ مردانہ وار اقرار سے فرار نہ ہوتا۔ یہ ہے وہ فرضی، لایعنی، غیر واقع، بے بہقی معاہدہ جس سے عدول کا ادھر الزام لگایا جاتا ہے۔ **سبحان اللہ!** اپنے وکیل بالادعا کی وکالت آپ نہ مانیں اور عدول جانب خصم سے جانیں۔ ہاں جناب تو نہ بولے، سولہ ۱۶ دن بعد انھیں آپ کے موکل صاحب نے لب کھولے کہ ہم جو رؤسا کے سامنے اپنے منہ آپ ہی دعوی وکالت کرچکے ہیں۔ اب جناب تھانوی صاحب سے دریافت کرنا ذلت اور رسوائی، گردن کا طوق، ناپاک چالیں، بے شرمی کے حیلے ہیں (ملاحظہ ہو ان کا شریفانہ مہذب خط مورخہ ۳۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۷ھ) جو ان کی اعلیٰ تہذیبوں سے نمونہ خروارے ہے۔ یہ خطاب محض اس جرم پر ہیں کہ تھانوی صاحب سے ہماری وکالت کا کیوں استفسار کیا، ان کے قبول وعدوں پر کیوں موقوف رکھا، ہمارا زبانی ادعا کیوں نہ مان لیا، جناب تھانوی صاحب لاکھ نہ مانیں ہم جو ان کے وکیل بن بیٹھے ہیں، اب نہ ماننا بے شرمی کا حیلہ ہے، ناپاک چال ہے، ذلت ہے، رسوائی ہے، طوق وبال ہے، جناب تھانوی صاحب! آپ اپنے موکل یعنی خود ساختہ وکیل صاحب کی بابت خود ہی فیصلہ فرماسکتے ہیں، آج تک ایسی وکالت کسی

غیر مجنون کے نزدیک قابل قبول ہوئی یا کوئی عاقل ایسے حضرات سے خطا روا رکھے گا۔

(٦) جلسہ دیوبند کے بعد جناب مولوی گنگوہی صاحب کے ایک شاگرد رشید مولوی علی رضا مودی نے آپ حضرات سے مناظرہ کر لینے کی تحریک کی، انھیں فورًا لکھا گیا، یہاں تو برسوں سے یہی درخواست ہے، جناب گنگوہی صاحب اپنی راہ گئے، جناب تھانوی صاحب بھی انھیں کی راہ پر مہر برلب ہیں۔آپ ہی ہمت کیجئے اور تھانوی صاحب سے جواب لا دیجئے،اس کے پہنچنے پر ان صاحب نے بھی ہمت ہار دی۔

(٧) اذناب جناب کے افتراء اعظم پر مسلمانوں نے پانچ سو روپے نقد کا اشتہار دیا اور آپ کو رجسٹری بھیجا،آپ نے نہ جواب دے سکے نہ ثبوت،

(٨) دوسرے اشد افتراء نامہ پر تین ہزار روپے کا اشتہار آپ کو دیا اور رجسٹری بھیجا،اگر تمام جماعت سے کچھ بن پڑتی تو اپنے مدرسہ دیوبند کے لئے اتنی بڑی رقم نہ چھوڑی جاتی مگر نہ جواب ہی ممکن ہوا نہ ثبوت ناچار چارہ کار وہی سکوت۔

(٩) یہ مانا کہ جب جواب بن ہی نہ پڑے تو کیا کیجئے، کہاں سے لایئے، کس گھر سے دیجئے، مگر جناب والا! ایسی صورتوں میں انصاف یہ تھا کہ اپنے اتباع کا منہ بند کرتے، معاملہ دین میں ایسی ناگفتنی حرکات پر انھیں لجاتے شرماتے،اگر جناب کی طرف سے ترغیب نہ تھی تو کم از کم آپ کے سکوت نے انھیں شہ دی یہاں تک کہ انھوں نے "سیف النقی" جیسی تحریر شائع کی جس کی نظیر آج تک کسی آریہ یا پادری سے بن نہ پڑی یعنی میرے رسائل قاہرہ کے قرض اتارنے کا یہ ذریعہ شنیعہ ایجاد کیا کہ میرے والد ماجد و جد امجد و پیر و مرشد قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ وخود حضور پر نور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اسمائے طیبہ سے کتابیں گھڑلیں،ان کے نام نہاد مطبع تراش لئے،فرضی صفحوں کے نشان سے عبارتیں تصنیف کرلیں جس کی مختصر جدول یہ ہے:

نام کتاب	اسمائے طیبہ مفتری علیہم	مطبع تراشیدہ	صفحہ تراشیدہ	خلاصہ عبارت تراشیدہ	صفحہ افترا
ہدایۃ البریۃ	والد ماجد قدس سرہ	لاہور	۱۳	مسئلہ علم غیب	۱۱
"		"	۴۱	مسئلہ تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی صاحب	۲۰
تحفۃ المقلدین	حضرت خاتم المحققین	صبح صادق سیتاپور	۱۵	تعریف جناب گنگوہی صاحب	۳
ہدایۃ الاسلام	حضرت قدوۃ السالکین جد امجد قدس سرہ	"	۳۰	مسئلہ علم غیب خاص بحمایت تھانوی صاحب	۱۱
تحفۃ المقلدین	جد امجد قدس سرہ	لکھنؤ	۱۲	تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی صاحب	۲۰
خزینۃ الاولیاء	اعلیٰحضرت سیدنا حمزہ قدس سرہ	کانپور	۱۵	مسئلہ علم غیب بحمایت تھانوی صاحب	۱۱
ملفوظات	" " " "	مصطفائی	۱۷	تبدیل گورستان بحمایت گنگوہی صاحب	۲۱
مراۃ الحقیقۃ	حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ	مصر	۱۸	مسئلہ علم غیب	۱۴

اور بے دھڑک لکھ دیا کہ تم یہ کہتے ہو اور تمھارے اکابر اپنی ان کتابوں میں ان مطابع کی مطبوعات میں ان صفحوں پر یہ فرماتے ہیں ، حالانکہ ان کتابوں کا جہاں میں وجود، نہ ان مطابع کا کسی مطبع میں چھپی، نہ ان حضرات نے تصنیف فرمائی، نہ حوالہ دہندہ کے فرض وتراش کے باہر آئیں، جرأت پر جرأت یہ کہ صفحہ ۲۰ پر جو فرضی مطبع لاہور کی خیالی ہدایۃ البریہ سے ایک فتوی گھڑا اس کے آخر میں حضرت خاتم المحققین قدس سرہ، کی مہر بھی دل سے تراش لی جس میں ۱۳۰۱ھ لکھے حالانکہ حضرت والا کا وصال شریف ۱۲۹۷ھ میں ہوچکا، حضرات کی حیا! یہ سخت گندہ افترائی رسالہ جناب کے مدرسہ دیوبند سے شائع ہوا، صاحب مطبع کا بیان ہے کہ آپ کے ایک متکلم مصنف مولوی صغیر حسین صاحب دیوبندی نے چھپوایا، آپ کے وکیل مولوی مرتضی حسن دیوبندی نے اپنے ایک خط میں اسے افتخارًا پیش کیا کہ تحریر میں بھی اب آپ کی حقیقت دیکھنی ہے سیف النقی طبع ہوچکا ہے ملاحظہ سے گزرا ہوگا (ملاحظہ ہو خط ۳۰ ربیع الآخر ۱۳۲۸ھ) جب حیاء ودین وغیرت ودیانت وعقل وانسانیت کی نوبت یہاں تک مشاہدہ ہوئی ہر ذی فہم نے جان لیا کہ بحث کا خاتمہ ہوگیا، حضرات سے مخاطبہ کسی عاقل کا کام نہ رہا، **الحمدللہ** کتب ورسائل فقیر تو چھتیس سال سے لاجواب ہیں، اصحاب واحباب فقیر کے رسائل بھی بعونہ عزجلالہ، لاجواب ہی ہے۔ ادھر کے تازہ رسائل ۱ظفر الدین الطیب و ۲کین کش پنجہ پیچ و ۳بارش سنگی و ۴پیکان جانگداز و ۵العذاب البئس اور ۶ضروری نوٹس و ۷نیاز مانہ و ۸کشف راز و ۹اشتہار چہارم وپنجم وہفتم وہشتم ہی ملاحظہ فرمائے، کس سے جواب ہوسکا؟ ان کے اعتراضوں مواخذون اور مطالبوں کا کس نے قرض ادا کیا؟ بات بدل کر ادھر اُدھر کی مہمل لچر اگر ایک آدھ پرچے میں کسی صاحب نے کچھ فرمائی اس کا جواب فورًا شائع ہوا کہ پھر ادھر مہر سکوت لگ گئی **والحمد للہ رب العلمین**، مگر آپ کی یہ تدبیر حضرات کو ایسی سوجھی جس کا جواب ایک میں اور میرے اصحاب کیا تمام جہاں میں کسی عاقل سے نہ ہوسکے، غریب مسلمان اتنی حیاء وغیرت ایسی بے تکان جرأت اتنی بیباک طبیعت کہاں سے لائیں کہ کتابوں کی کتابیں دل سے گھڑلیں، ان کے مطبع تراش لئے، ان کی عبارتیں ڈھال لیں اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سربازار چھاپ دیں کہ فلاں چھاپے کی فلاں کتاب فلاں صفحہ پر جناب مولوی گنگوہی صاحب

نے لکھا ہے کہ تھانوی صاحب کافر ہیں، فلاں مطبع کے فلاں رسالے فلاں سطر میں جناب مولوی تھانوی صاحب نے فرمایا ہے کہ گنگوہی صاحب مرتد ہیں، جو اتنا ہولے وہ حضرات سے مخاطبہ کا نام لے کر اور واقعی سوا اس طریقے کے اور کر ہی کیا سکتے تھے کہ حضرات چھتیس سال کے کتب ورسائل کے بار سے سبکدوش ہوتے۔

وقت ضرورت گر نماز گریز دست بگیر وسر شمشیر تیز

(مصیبت کے وقت جب انسان کو بھاگنے کی بھی طاقت نہیں رہتی تو وہ لڑائی کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ت)

(۱۰) الحمدللہ! حق تمام جہان پر واضح ہولیا اور ہر عاقل اگرچہ مخالف ہو خوب سمجھ گیا کہ کس نے مناظرہ سے برسوں فرار کیا۔ کس نے ہر بار مقابلہ جواب سے انکار کیا، کون اتنا عاجز آیا کہ حیاوانسانیت کا یکسر پردہ اٹھایا، اور مرتا کیا نہ کرتا کہ اس طرف چال برا آیا جو آج تک کسی منکر اسلام کو بھی اسلام کے مقابل نہ سوجھی، مسلیمہ ملعون نے جواب قرآن عظیم کے نام سے وہ کچھ ناپاک خباثتیں ہزل فحش لغو جہالتیں بکیں مگر یہ اسے بھی نہ بن پڑی تھی کہ کچھ آیتیں سورتیں گھڑ کر قرآن عظیم ہی کی طرف منسوب کر دیتا کہ مسلمانو! تم تو یوں کہتے ہو اور تمھارے قرآن میں یہ لکھا ہے، یہ خاتمہ کا بند اس اخیر دور میں "مدرسہ عالیہ دیوبند" اور اس کے ہواخواہوں ہی کا حصہ تھا۔ بایں ہمہ آپ کے بعض بیچارے نافہم عوام یہ امید کئے جاتے ہیں کہ آپ مناظرہ فرمائیں گے، اسی کے متعلق اب تازہ شگوفہ نے خورجہ سے خروج کیا ہے جو آپ کے کسی خلیفہ کلن صاحب کا کہلایا ہوا ہے۔ اگرچہ یہاں صدہا بار کا تجربہ ہے کہ آپ نہ بولے نہ بولیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو گالیاں لکھ کر چھاپنی تھیں وہ چھاپ چکے اور بار بار چھاپی جارہی ہے۔ اس پر مسلمانان عرب وعجم مطالبہ کریں، آپ کو کیا عرض پڑی ہے کہ جواب دیں، کتنی بار خود آپ سے مطالبے ہوئے جواب غائب، جلسہ دیوبند میں خط بھیجا جواب غائب، تصدیق وکالت کے لئے رجسٹری گئی، جواب غائب، آپ کے یہاں کے شاگرد مودی ہمکے ان کو متوسط کیا، جواب غائب، جناب شیخ بشیر الدین وغیرہ رؤسائے میرٹھ کو متوسط کیا، جواب غائب، جب آپ کے آقایان نعمت کی وساطت پر بھی آپ نے جواب نہ دیا تو اب خورجہ والے آپ کو بلوائیں۔ یہ امید موہوم، بہت اچھا ہزار بار گنا بھول گئے ایک بار پھر سہی، آپ کے معتقدین خورجہ نے آپ حضرات کے اقوال سے ناتجربہ کاری یا اپنی سادگی سے لکھ دیا کہ جو صورت یہ فقیر بارگاہ مصطفوی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پسند کرے منظور ہے۔ بہت خوب ادھر سے کتنی بار اصول اور اہم شرائط مناظرہ کی تصریح ہو چکی اور تعین مباحث کی گنتی ہی نہیں، فقیر نے جو خط جلسہ دیوبند میں بھیجا اس میں بھی ان کی یاد دہانی تھی، ظفر الدین الطیب وضروری نوٹس ملاحظہ ہوں اور ان کے سوالوں کا جواب صاف صاف

خاص اپنے قلم ومہر ودستخط سے عطا ہو۔ تمام اشتہاروں، تمام مطالبوں میں اگرچہ آپ کو کافی ووافی مہلتیں دیں اور ہمیشہ بیکار گئیں کہ آپ تو اپنے ارادوں جیتے جی تک مہلت لئے ہوئے ہیں۔ پھر بھی ربط ضبط کے لئے تعین مدت لازم ہے۔ یہ سوالات کچھ غور طلب نہیں۔ تھوڑی عقل والا بھی ان فوراً ہاں یا نہ کہہ سکتا ہے، مگر بہ لحاظ استعداد جناب شرعی مہلت کہ ابلاغ اعذار کے لئے معین ہے پیشکش اور وصول خط سے تین دین کے اندر ہر سوال کا معقول جواب صاف صریح مہری عنایت ہو، یہ آخری بار ہے اس دفعہ بھی پہلو تہی فرمائی تو جن کو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم اقدس میں ملایا انہی میں آپ کو ملادینے کی ہمارے لئے اجازت ہو۔

استفسارات

(۱) توہین اور تکذیب خدا اور سول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الزامات قطعیہ جو مدتوں سے آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی ونانوتوی صاحبان پر ہیں۔ کیا آپ ان میں اس فقیر سے مناظرہ پر آمادہ ہیں یا ہونا چاہتے ہیں؟

(۲) کیا آپ بحالت صحت نفس وثبات عقل بطوع ورغبت بلاجبر واکراہ اقرار فرماتے ہیں کہ حسام الحرمین و تمہید ایمان وبطش غیب وغیرہ کے سوالات واعتراضات کا جواب بالمواجہ مہری ودستخطی دیتے ہیں گئے یونہی ان جوابات پر جو سوالات ورد پیدا ہوں ان کا یہاں تک کہ مناظرہ انجام کو پہنچے اور بفضلہٖ تعالیٰ حق ظاہر ہوں۔

(۳) کیا آپ اسی پر اکتفا فرمائیں گے یا حسب ترتیب مذکور ظفرالدین الطیب اس کے بعد سبحان السبوح و کوکبہ شہابیہ وسل السیوف وغیرہا میرے رسائل کے مطالبات سے اپنے اکابر گنگوہی صاحب واسمٰعیل دہلوی صاحب کو سبکدوش کریں گے۔

(۴) اگر آپ اپنے ہی اقوال کے ذمہ دار ہوں اور اپنے اکابر جناب گنگوہی ونانوتوی دہلوی صاحبان پر سے دفع کفر وضلال کی ہمت نہ فرمائیں، تو اتنا ارشاد ہو کہ یہاں دو فریق ہیں: اول مسلمانان اہلسنت عرب وعجم، دوم صاحبان مذکور گنگوہی ونانوتہ ودہلی **مع الاتباع والاذناب ومن بلی**۔ جناب اگر فریق اول سے ہیں تو **الحمد اللہ ذلك ما کنا نبغ** (الحمداللہ ہی ہم چاہتے ہیں۔ ت) تحریر فرمادیجئے کہ جنابان گنگوہی ونانوتوی ودہلوی سے بری ہوں وہ اپنے اقوال وکفر ضلال وتوہین وتکذیب رب ذوالجلال ومحبوب ذی الجمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باعث ویسے ہی ہیں جیسا ان کو علماء حرمین شریفین

لکھتے آئے اور جیسا ان کی نسبت حسام الحرمین وفتاوی الحرمین وغیرہما میں لکھا ہے، اس وقت بلاشبہ ان کے اقوال کا مطالبہ آپ ہی سے نہیں ہوسکتا بلکہ آپ خود بھی ان کے اتباع واذناب سے مطالبہ و مواخذہ میں شریک ہوں گے، اور اگر جناب فریق دوم سے ہیں تو ان کے اقوال خود آپ کے اقوال ہیں پھر جواب مطالبات سے پہلوں تہی کیا معنی؟ اور ظاہر اس کا مظنہ نہیں کہ جناب فریقین سے جدا ہو کر کسی تیسرے طائفہ مثلاً رافضی، خارجی، قادیانی، نیچری وغیرہ میں اپنے آپ کو گنیں اور بالفرض ایسا ہو تو اس کی تصریح فرمادیجئے، یوں بھی اس مطالبہ سے آپ کو برات ہے۔

(۵) واقعی آپ نے اپنے یہاں کے متکلم اکبر چاند پوری صاحب کو جلسہ دیوبند میں مناظرہ مذکورہ کے لئے اپنا وکیل مطلق ومختار عام کیا تھا یا انھوں نے محض جھوٹ مشہور کردیا؟ برتقدیر اول کیا سبب کو اسی کی تصدیق کے لئے جو کارڈ رجسٹر شدہ گیا آج جناب کو آٹھواں مہینہ ہے کہ جواب نہ دیا۔

(٦) وہ آپ نے وکیل کیا یا چاند پوری خود بن بیٹھے؟ بہر حال آپ سے اس کی تصدیق چاہنا ویسا ہی جرم اور انھیں مہذب خطابوں کا مستحق ہے جو چاند پوری صاحب نے تحریر فرمائے یا ان کا وہ زعم محض ہذیان ومکابرہ وبے عقلی وجنون وزبان درازی ودریدہ دہنی ہے۔ برتقدیر اول شرع، عقل، عرف کس کا قانون ہے کہ زید جو محض اپنی زبان سے وکیل عمرو ہونے کا مدعی ہوا، اسی قدر سے اس کی وکالت ثابت ہو جائے اور تصرفات وہ جو عمرو کے مال واہل میں کرے نافذ وتام قرار پائیں اگرچہ عمرو ہرگز اس کی توکیل کا اقرار نہ دے۔ برتقدیر ثانی کیا ایسا شخص کسی عاقل کے نزدیک قابل خطاب علوم خصوصًا مسائل اصول دینیہ ہوسکتا ہے یا مردود ومطرود نالائق مخاطبہ ہے؟

(٧) سیف النقی کی نسبت بھی ارشاد ہو، آخر میں آپ بھی اللہ واحد قہار کا نام تو لیتے ہیں اسی واحد قہار جبار کی شہادت سے بتائے کہ یہ حرکات جو آپ کے یہاں کے علماء مناظرین کررہے ہیں صاف وصریح ان کے عجز کامل اور نہایت گندی حملہ بزدل کی دلیل روشن ہیں یا نہیں؟

(٨) جو حضرات ایسی حرکات اور اتنی بے تکلف اختیار کریں، جو ان کو چھپوائیں، بیچیں، بانٹیں، شائع اور آشکارا کریں، جو اُن کو پیش کریں، حوالہ دیں، ان پر افتخار کریں، جو امور مذکورہ کو روا رکھیں، ترک انسداد وانکار کریں، کسی عاقل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں؟ یا صاف ظاہر ہوگیا کہ مناظرہ آخر ہوگیا، مناظرہ مناظرہ کا جھوٹا نام لینے والے بے روح پھڑکتے بے جان سسکتے ہیں، "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝۱۴ "[2] (اس میں نہ وہ مرے نہ زندہ رہے۔ ت)

(٩) اس واحد قہار جلیل وجبار کی شہادت سے یہ بھی بتادیجئے کہ وہ رسالہ ملعونہ جو خاص جناب کے

---

[2] القرآن الکریم ۸۷/ ۱۳

مدرسہ دیوبند سے اشاعت ہو رہا ہے اور جس کے آخر میں آپ کے دیوبند مولوی کا اعلان لکھا ہے کہ بندہ کی معرفت رسالہ "سیف النقی علٰی راس الشقی" بھی مل سکتا ہے قیمت ۲۰ آنہ۔ اور مولٰنا محمد اشرف علی صاحب وغیرہ بزرگان دین کی جملہ تصانیف بھی مل سکتی ہیں۔ راقم بندہ سید اصغر حسین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند ضلع سہانپور۔

اس اشاعت کی آپ کو اطلاع تو ظاہر مگر اس میں اس میں آپ کا شورٰی نہیں۔ آپ کی شرکت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کی رضا و رغبت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ کو سکوت اور سکوت کا محصل اجازت ہے یا نہیں؟ نہیں تو آپ نے کیا انسداد کیا؟ اور اس میں اپنی پوری قدرت صرف کی یا بے پروائی برتی؟ بر تقدیر اول اثر کیوں نہیں ہوتا؟ بر تقدیر ثانی یہ بھی نیم اجازت ہے یا نہیں؟

(۱۰) اسی عزیز، مقتدر، منتقم، متکبر عزجلالہ کی شہادت سے یہ بھی حسبۃً اللہ فرمادیجئے کہ حالات و مقالات جو ظفر الدین الجید تا اشتہار ہشتم از نامہ حاضرہ مسمّٰی بہ ابحاث اخیرہ میں مذکور ہوئی سب حق و صواب ہیں یا ان میں سے کون سا خلاف واقع ہے؟ اور جب سب حق ہیں تو مناظرہ کا طالب کون رہا اور برابر فرار بر فرار، گریز بر گریز پر کس نے قرار کیا؟ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان کیجئے اجر پائیے۔ت)

"رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾"[3]	اے میرے رب! حق فیصلہ فرمادے۔ اور ہمارے رب رحمان ہی کی مدد درکار ہے ان باتوں پر جو تم بناتے ہو (ت)

جناب مولوی تھانوی صاحب! یہ دس سوال ہیں صرف واقعات یا آپ کے ارادہ وہمت سے استفسار یا صاف واضحات جن کا جواب ہر ذی عقل پر اشکار، بایں ہمہ جواب میں جناب کو تین دن کی مہلت دی گئی اگر جناب کے نزدیک یہ بھی کم ہے تو بے تکلف فرمادیجئے آپ جس قدر چاہیں فقیر توسیع کرنے کو حاضر ہے مگر جواب خود دیجئے، اب وکالت کا زمانہ گیا، وکلاء کا حال کھل گیا۔ مدتوں جناب کو اختیار توکیل دیا کہ آپ گھبراتے ہیں تو جسے چاہیں اپنے مہر و دستخط سے اپنا وکیل بنائیے، بار بار سائل و اشتہارات میں اس کی تکرار کی مگر آپ نے خاموشی ہی اختیار کی، اور بالآخر چاندپوری صاحب محض بروز زبان خود بخود آپ کے وکیل بنے جس کا انجام وہ ہوا، کیا آپ عالم نہیں۔ کیا آپ وضوح حق نہیں چاہتے؟ کیا آپ ان کلمات کے قائل نہیں؟ کیا آپ پر خود اپنا تبریہ لازم نہیں؟ آپ دوسروں کا سہارا چھوڑئے اور اللہ کو مان کر تحقیق حق سے منہ نہ موڑئے، حیرانی و پریشانی میں عوام متقدین کا دم نہ توڑئے، ہاں ہاں آپ سے مطالبہ ہے۔ آپ پر مواخذہ ہے۔ اور آپ جواب

---

[3] القرآن الکریم ۲۱ /۱۱۲

دیجئے، اپنے قلم وخط سے دیجئے، اپنے مہر و دستخط سے دیجئے، ورنہ صاف انکار کر دیجئے کہ عوام کی چپقلش تو جائے، حق اہل فہم پر ظاہر ہو چکا ہے۔ آپ کے ان معتقدین پر بھی وضوح پائے پھر ان میں سے جسے توفیق ہو ضلالت چھوڑ کر ہدٰی پر آئے۔ واللہ یھدی من یشآء الٰی صراط مستقیم، وحسبنا اللہ ونعم الوکیل، ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم، وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا وناصرنا وماوٰنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین، والحمدللہ رب العالمین ؁

o

دستخط

فقیر احمد رضا خاں قادری عفی عنہ

آج بستم ذی القعدہ ۱۳۲۸ھ روز چہار شنبہ کو فقیر نے خود لکھا

اور میری مہر و دستخط سے امضا ہوا۔